مواعظِ اختر
نمبر ۵۹

عزتِ تقویٰ اور رسوائیِ گناہ





شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۵۹

عزتِ تقویٰ

اور

رُسوائی گناہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو! اِس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: عزتِ تقویٰ اور رُسوائی گناہ

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرتِ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: بروز جمعہ ۱۵؍شوال المکرم ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۱؍مئی ۱۹۹۰ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: عزتِ تقویٰ، تعلق مع اللہ کا معیار، توبہ کی شرائط

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

عزتِ تقویٰ اور رُسوائی گناہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(سورۃ التوبۃ، آیت:۱۱۹)

زندگی کے مقصد کا تعین

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں کس لئے بھیجا ہے؟ جب تک یہ مقصد متعین نہیں ہوگا ہماری زندگی کی حرکات وسکنات میں تقویٰ پیدا نہیں ہوسکتا، جب تک ہم اپنی زندگی کا مقصد نہیں سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس لئے پیدا کیا ہے اس وقت تک ہماری زندگی میں تقویٰ نہیں آسکتا، اللہ کا خوف، اللہ کی محبت، اللہ کی مرضی کے ساتھ جینا اور اس کی مرضی پر مرنا اور اپنے نفس کی خواہشات کا خون کرنا یہ ساری نعمتیں جب ملتی ہیں جب انسان اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں چند دنوں کے لئے بھیجا ہے، اس کے بعد موت دے کر جنازے کو کفن میں لپیٹ کر قبروں میں سلا دیتے ہیں، پھر واپسی کی اجازت بھی نہیں ملتی کہ انسان اپنے نفس کو بہلانے والے ان تماشوں اور کھیلوں کو دوبارہ دیکھ لے، دل کے بہلانے کا سامان چاہے مال ہو، چاہے جاہ ہو، چاہے بزنس ہو، چاہے حسینوں کی شکلیں ہوں، چاہے وی سی آر، سینما اور

رومانٹک دنیا ہو، غرض دل بہلانے کے جتنے بھی سامان ہیں قبر میں جانے کے بعد وہ سب چھین لئے جاتے ہیں، اگر یہ سامان ہمارا مقصد ہوتا تو اللہ تعالیٰ ہمیں موت ہی نہ دیتا، اگر ہمیں اللہ نے اس لئے پیدا کیا ہوتا کہ جاؤ دنیا میں رہو، رنگ رلیوں میں مست رہو تو پھر اللہ ہمیں اس مقصد سے الگ کیوں کرتا۔ تو مقصدِ زندگی یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی پر جینا سیکھ لیں اور اللہ کی مرضی پر جینا اور مرنا کس سے آئے گا؟ جو بندے اللہ تعالیٰ کی مرضی پر جینا اور مرنا سیکھ چکے ہیں، اپنے ان بزرگوں کی صحبت میں رہا جائے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو، ہم سے ڈر کر رہو، گناہوں سے بچ کر رہو، میرے غضب اور قہر کے اعمال سے اپنے دل اور اپنے جسم کی حفاظت کرو، تقویٰ کی یہ نعمت اتنی اونچی نعمت ہے کہ اس کی برکت سے تم ہمارے ولی بن جاؤ گے۔

اولیاء اللہ کا مقام

دنیا میں جس کا دوست زیادہ قیمتی ہوتا ہے اس کی قیمت بھی زیادہ ہو جاتی ہے، جیسے کمشنر کا دوست ہے تو اس کی قیمت بڑھ گئی اور ایک بھنگی کا دوست ہے تو اس کی قیمت گر گئی کیونکہ جمعدار کی قیمت نہیں ہے، کمشنر کی قیمت ہے، اس لئے کمشنر کے دوست کی قیمت بڑھ گئی، اسی طرح بادشاہ کا دوست بہت قیمتی شخصیت ہوتی ہے کہ یہ بادشاہ کا دوست ہے تو جو اللہ کا دوست ہوگا تو اللہ سے بڑھ کر دنیا و آخرت میں کوئی چیز ہے؟ اللہ سے بڑھ کر دونوں جہان میں کوئی قیمتی ذات ہے؟ جب اللہ سے بڑھ کر دونوں جہان میں کوئی دوسری ذات نہیں ہے تو اسی سے اس کے اولیاء کی اور اپنی مٹی کی قیمت سمجھ لو کہ اگر اس مٹی کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر مٹی کر دیا تو یہ مٹی قیمتی ہوگئی اور اگر دنیا کی رنگ رلیوں اور حسینوں پر فدا

کیا تو یہ مٹی بے قیمت اور ضائع ہوگئی۔اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

لوگ کہتے ہیں کہ اگر نفس کی خواہش پر نہیں چلو گے تو کیا پاؤ گے، زندگی بے کیف اور پھیکی ہو جائے گی حالانکہ اس سے تمہاری زندگی پھیکی نہیں ہوگی، بے کیف نہیں ہوگی بلکہ اپنی خواہشات کو اللہ کے راستے میں مٹی کر دینے سے تمہاری مٹی قیمتی ہو جائے گی کیونکہ تمہاری مٹی جس چیز پر فدا ہو رہی ہے وہ بہت قیمتی ذات ہے، اتنی قیمتی ذات ہے جس کا کوئی مثل نہیں ۔ جو اللہ پر مرتا ہے اس کی موت سارے عالم کی حیات سے افضل ہے۔ جو خدا پر مر جائے یعنی جو اپنی بری بری خواہشات کو اللہ پر فدا کر دے اور اللہ کی مرضی پر راضی رہے، دل ٹوٹتا ہے تو ٹوٹنے دے، اس کا حال یہ ہوتا ہے ؎

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

چچازاد بہنیں، خالہ کی بیٹیاں، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور بھائی کی بیوی جس کو بھابھی کہتے ہیں، شریعت میں ان سب سے پردہ ہے، یہ لاکھ کہیں کہ بھائی تم ہم سے بات چیت نہیں کرتے ہو، ہمارے سامنے نہیں آتے ہو، یہ کیا باہر باہر آئے، کمرہ میں کھا کر غیروں کی طرح سے چلے گئے، کیا آپ غیر ہو گئے ہو؟ آپ تو ہمارے سگے چچا کے بیٹے ہو، میرے چچازاد بھائی ہو، جب تم نہیں آتے ہو، دیر ہو جاتی ہے تو دل تڑپنے لگتا ہے۔ اب آپ کا دل پسیج گیا اور اللہ کا حکم توڑ کر ان کے سامنے آگئے اور اُن سے بے ضرورت باتیں کرنے لگے لیکن آپ نے یہ نہ دیکھا کہ اللہ کے حکم کی قیمت زیادہ ہے یا اس لڑکی کی قیمت زیادہ ہے، چاہے چچا کی بیٹی ہو، بھابھی ہو یا کوئی بھی ہو یا کسی کا لڑکا ہی ہو جس کی

ڈاڑھی مونچھیں نہ ہوں اور اس کی طرف نفس کا میلان ہو رہا ہو تو یہ میلان اور نفس کی خواہش پر چلنا اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کی مستی ہے۔

گناہوں کی مستی نشۂ قہرِ خداوندی ہے

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر نہایت ہی سبق دیتا ہے کہ شاہ محمود نے ایاز سے کہا کہ ایک موتی توڑ دو کہ جس کی قیمت کا مثل سارے خزانے میں نہیں ہے، شاہ محمود کی پوری سلطنت کے خزانے میں اس موتی کی قیمت کا کوئی مثل نہیں تھا، بادشاہ نے پہلے اپنے پینسٹھ وزیروں سے کہا کہ اس موتی کو توڑ دو، سب نے آپس میں مشورہ کیا کہ بادشاہ کے خزانے میں ایسا موتی نہیں ہے، اسے مت توڑنا، بادشاہ امتحان لے رہا ہے، ایسا نہ ہو کہ بعد میں پٹوادے کہ تم نالائق تھے، تم نے میرے حکم کو دیکھا اور میرا قیمتی موتی نہیں دیکھا، تمہارے پاس عقل تو تھی، دماغ تو تھا، تو تم نے عقل کیوں نہیں استعمال کی کہ ہمارے خزانے میں ایسا قیمتی موتی نہیں ہے، بس ہم نے حکم دیا اور تم نے توڑ دیا۔ تو انہوں نے موتی توڑنے سے انکار کردیا اور بادشاہ نے ان کو انعام بھی دیا کہ شاباش تم بہت وفادار ہو کہ ہمارے خزانے کا بے مثل موتی ہمارے حکم کے باوجود نہیں توڑا، تم خزانے کے موتی کی حفاظت کرنے والے ہو۔ سب وزیر اس انعام پر مست ہوگئے۔ بتائیے! اب امتحان سخت ہوگیا یا نہیں؟ جب گناہ پر انعام ملنے لگے، جب گناہ میں مزہ آتا ہے جبھی تو امتحان کا پرچہ سخت ہوتا ہے، اگر گناہوں میں مزہ نہ آتا تو پھر امتحان کا پرچہ کیا تھا، ہم نیم کی پتی کیوں نہیں کھاتے؟ اس لیے کہ کڑوی ہوتی ہے لیکن جب سانپ کاٹ لیتا ہے تب نیم کی پتی میٹھی معلوم ہوتی ہے، جس کو شیطان کاٹ لیتا ہے، اللہ کے غضب اور قہر کا نشہ جس پر چھا جاتا ہے اس کو فانی صورتیں بہت اہم نظر آتی ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از شرابِ قہر چوں مستی دہد
نیست ہا را صورتِ ہستی دہد

جب اللہ کسی کو اپنے عذاب کی مستی دیتا ہے، جس کا نام شراب قہر ہے، جب خدا کسی کو شرابِ قہر پلاتا ہے، شرابِ قہر کے مزہ میں مست کرتا ہے، فانی صورتیں جو قبروں میں فنا ہونے والی ہیں ان کی اہمیت کو اتنا زیادہ کر دیتا ہے کہ شریعت کے احکام کو پسِ پشت ڈالتا ہے اور مستقبل کو بھول جاتا ہے، قبر کی زندگی، قیامت کی پیشی اور دوزخ کی آگ کو بھی بھول جاتا ہے۔ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

عشق بتاں میں اسعدؔ کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خواب گاہیں

اے اسعد! تم حسینوں کے عشق میں راحت اور آرام تلاش کرتے ہو، سمجھتے ہو کہ مزیدار زندگی ملے گی، خدا کے قہر اور عذاب کے اعمال میں تم سکونِ قلب تلاش کرتے ہو:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

پر ایمان لانے والو! اور اسے قرآن کا جز سمجھنے والو! اللہ کے کلام کی آیت سمجھنے والو! اس وقت تمہارے ہوش کہاں اڑ جاتے ہیں جب تم اللہ کی نافرمانی اور اس کی قانون شکنی سے اپنے دل کو بہلاتے ہو، نامحرم عورتوں سے گپ شپ کرتے ہو، ان سے باتیں کرتے ہو، اس وقت تمہیں خدا یاد نہیں آتا کہ آسمان سے کوئی تمہیں دیکھ رہا ہے۔ میرا ایک شعر ہے ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

تقویٰ سے عزت اور گناہ سے ذلت ملتی ہے

اس وقت تمہیں اللہ یاد آنا چاہیے کہ اللہ نے یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ کا حکم نازل فرمایا ہے، چچازاد بہنوں سے، ماموں زاد بہنوں سے، پھوپھی زاد بہنوں سے، اپنے بھائی کی بیوی سے، نامحرم عورتوں سے اگر مولوی اور حافظ بھی شرعی پردہ نہیں کرتا تو بہت رونے کا مقام ہے، اور ان عورتوں میں بھی اس کی عزت نہیں ہوتی اور اس کی ذات بدنام رہتی ہے کہ کمبخت نام کا حافظ مولوی ہے، اگر اس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا تو نامحرم عورتوں سے گپیں نہ لگاتا، تو ان عورتوں کی نظروں میں بھی اس کی قیمت گر جاتی ہے، جبکہ تقویٰ سے عزت ملتی ہے:

﴿اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ﴾

(سورۃ الحجرات، آیت:۱۳)

سب سے زیادہ عزت اُن ہی کو ملتی ہے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ جب کوئی کسی کو بری نظر سے دیکھتا ہے خصوصاً ڈاڑھی والا تو عورتیں آپس میں کہتی ہیں کہ دیکھو اس ملّا کو! ڈاڑھی کی آڑ میں دیہاڑی لگا رہا ہے۔ یہ دہلی کی زبان ہے، دہلی کی ایک عورت نے یہ بات کہی کہ ڈاڑھی کی آڑ میں دیہاڑی لگا رہا ہے، نفس کو حرام مزے دے رہا ہے۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

دوستو! اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈاڑھی نہ رکھو، ایسا نہیں سمجھنا کہ اگر ڈاڑھی رکھنے میں یہ پریشانی ہے تو اسے اڑا ہی دو، نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری، لہٰذا ڈاڑھی اُڑاؤ اور اور بانسری بجاؤ۔ ہرگز ہرگز ایسا مت کرنا کسی مسلمان کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ ڈاڑھی منڈانا الگ گناہ ہے اور بدنظری کرنا الگ گناہ ہے، جو ڈاڑھی رکھے گا اس کو ڈاڑھی رکھنے کا اس زمانے میں

سوشہیدوں کے برابر ثواب ملے گا اور اگر وہ بدنظری کرتا ہے تو اس کا گناہ الگ ہوگا لیکن اس سے ڈاڑھی رکھنے کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی اور ڈاڑھی رکھنے کی برکت سے رفتہ رفتہ بدنظری اور ہر گناہ چھوٹ جائیں گے، تو ڈاڑھی کا منڈانا یا کتروانا جائز نہیں ہے، ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جیسے عید کی نماز، بقرعید کی نماز اور وتر کی نماز واجب ہے۔ اس پر چاروں اماموں کا اجماع ہے، اگر کسی امام کے نزدیک بھی ڈاڑھی منڈانے کی گنجائش ہوتی تو میرا مزاج ہی ایسا ہے کہ میں اپنے دوستوں کو گنجائش زیادہ دیتا ہوں لیکن کیا کروں کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام نے بھی گنجائش پیدا نہیں کی، چاروں اماموں کے نزدیک ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا اجماعاً واجب ہے، اگر کسی کو تفصیل دیکھنی ہو تو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ہے، ڈاڑھی کا وجوب اور مولانا یوسف لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم کا لکھا ہوا رسالہ بھی یہاں سے مل جاتا ہے بلکہ مفت میں بھی مل جائے گا۔ میرے یہاں سے آپ مفت میں لے سکتے ہیں، ان رسالوں میں تمام دلائل مل جائیں گے، اب اگر مفت میں بھی نہ پئیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں، غالب تو قرض کی پیتا تھا اور کہتا تھا ؎

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

ہم تو قرض بھی نہیں دے رہے ہیں، مفت کی پلا رہے ہیں اور اللہ کی محبت کی پاک صاف پلا رہے ہیں، خانقاہ میں آکر لے لینا، کم از کم علم تو حاصل ہو جائے گا، آج نہ رکھو گے دس سال کے بعد تو توفیق ہو سکتی ہے۔

بے دینی کے ساتھ انگریزی تعلیم کا وبال

جب صحیح مسئلہ معلوم ہوگا تو مرنے سے پہلے پہلے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ

توفیق دے دے اور جب مسئلہ ہی نہیں معلوم ہوگا تو مرتے مرتے بھی حجام کو بلائے گا۔ بقائی ہسپتال میں ایک شخص مر رہا تھا، آکسیجن لگی ہوئی تھی، اس کے بیٹے کو امریکا فون کیا گیا تو وہ امریکا سے آگیا، ائرپورٹ پر آیا تو اس کے ابّا کا دل بند ہوگیا تھا یعنی موت آگئی تھی تو اس نے دیکھا کہ ابّا کی چار چھ دن سے ڈاڑھی نہیں منڈائی گئی تھی، تو اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ ابّا کی شکل کیسی ہوگئی ہے، سب نے کہا کہ خبردار! اب کچھ مت بولو، اب یہ مرگئے ہیں، کہا کہ کچھ نہیں میں حجام کو بلاؤں گا، اور ابّا کی ڈاڑھی منڈاؤں گا، میں اپنے ابّا کو قبر کے اندر اَپ ٹو ڈیٹ داخل کروں گا، ہم اس ایکسپائرڈ ڈیٹ شکل کو قبر میں نہیں جانے دیں گے، لہٰذا حجام کو بلایا اور اس ظالم نے مرنے کے بعد اپنے ابّا کی ڈاڑھی منڈوادی، یہ ہے امریکا پڑھانے کا اور اولاد کو دین نہ سکھانے کا انجام۔

نوجوان بیوہ کی خدمت کا طریقہ

میں نے ایک صاحب کو بیواؤں کی خدمت سے منع کردیا، اس سلسلہ میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس بات کی وضاحت کردیجئے تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو کیونکہ بخاری اور مسلم کی روایت میں ہے کہ بیواؤں کی خدمت کرنے کا ثواب جہاد کے برابر ہے۔ تو وہ مشورہ میں نے ایک واقعہ کے تحت دیا تھا کہ ایک نوجوان ایک بیوہ کی خدمت کرتا تھا، وہ بیوہ اس نوجوان کے عشق میں مبتلا ہوگئی اور اس سے گناہ کا تقاضا کرنے لگی۔ تو میرا مقصد یہ تھا کہ ایسی جوان بیواؤں کی براہِ راست خدمت کرنے سے بہتر ہے کہ تم ان کے پاس اپنی بیوی کو، اپنی ماں کو بھیج دو، ایسی بیواؤں سے براہِ راست بات چیت بھی نہ کرو۔ لیکن بعض اوقات وضاحت کرنے میں کسی وجہ سے تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے، تو میرا حسنِ ظن تھا کہ آپ لوگ سمجھ لیں گے لیکن اُن صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ مجھے وضاحت کرنی چاہیے تھی، لہٰذا میں اس کی وضاحت کررہا ہوں کہ اگر کسی بیوہ

کی خدمت کرنی ہے تو اگر وہ ستّر سال کی بڑھیا ہے تو براہِ راست اس سے پوچھ لو کہ اماں کچھ سبزی لانی ہے، کوئی سودا لانا ہے، میرے لائق کوئی خدمت ہے اور اگر وہ چالیس، پچاس سال کی ہے اور اس کے اندر ابھی کچھ کشش ہے، فتنہ کا اندیشہ ہے تو اپنی اماں کو اس کے پاس بھیجو کہ اماں اس بیوہ سے پوچھ لو کہ اس کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ اِس زمانے میں اور اُس زمانے میں بہت فرق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں خواتین مسجد میں جماعت سے نماز پڑھتی تھیں، لیکن جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فیصلہ فرمایا کہ اب فتنہ کا زمانہ آگیا ہے لہٰذا خواتین کو روک دیا جائے کہ وہ مساجد میں نہ آئیں، خواتین کو مساجد میں جا کر جماعت سے جمعہ پڑھنا یا تراویح پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، ایک بڑے مفتی صاحب کی فتاویٰ کی کتاب میرے پاس موجود ہے، اس میں دیکھ لو۔ تو حالات بدلنے سے مسائل بدل جاتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود حیات ہوتے اور اس وقت کے حالات اور فتنے دیکھتے تو آپ خود منع کر دیتے لہٰذا بیواؤں کی خدمت میں اُتنا ہی ثواب ہے لیکن اگر وہ بوڑھی ہے ستّر سال اَسّی سال کی ہے، دانت منہ سے نکل چکے ہیں، گال پچک چکے ہیں، بال سفید ہو چکے ہیں، ان کو دیکھ کر آپ کے دل میں کوئی خیال نہیں آسکتا، نانی اماں کی بھی نانی معلوم ہوتی ہے تو اس کی خدمت براہ راست کر سکتے ہو۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت کے منہ میں دانت نہیں تھے اور بال سفید تھے وہ چادر سے لپٹی ہوئی جا رہی تھی، چونکہ اس کے قد و قامت میں کشش تھی تو ایک بے وقوف نوجوان سمجھا کہ شاید یہ کوئی بیس سال کی لڑکی ہے، اس کے پیچھے لگ گیا، جب اس بڑھیا نے دیکھا کہ یہ بے وقوف پیچھے ہی لگ گیا ہے تو اس نے کسی بہانے سے اپنا چہرہ کھول دیا تو دیکھا کہ منہ میں ایک دانت بھی نہیں ہے تو شیخ سعدی نے فرمایا کہ ؎

اے بسا خوش قامتے کہ زیرِ چادر باشد
چوں باز کنی مادرِ مادر باشد

اے لوگو! بہت سی اچھی قدوقامت والی شکلیں جو چادر میں چھپی ہوئی ہیں، جب چادر اُلٹے گی تو ماں کی ماں یعنی نانی اماں نظر آئیں گی۔تو اگر وہ بیوہ نانی اماں نظر آتی ہے تو آپ بے شک اس سے پوچھ لیں کہ میں بازار جارہا ہوں، آپ کو بھی کوئی سبزی لانی ہوتو میں آپ کی خدمت کرلوں۔

فتنہ کا اندیشہ ہوتو بیوہ کوشادی کرلینا واجب ہے

لیکن اگر ابھی اس کی عمر شادی کے قابل ہے اور جوانی کے تقاضے ہیں اور ڈر ہے کہ کہیں گناہ میں مبتلا نہ ہوجاؤں تو اس کوشادی کرنا واجب ہے، یہ نہیں کہ نوجوانوں سے خدمت لیتی رہے اور شادی نہ کرے، جن کی عمر شادی کے قابل ہے ان کو شادی کرنی چاہیے، پھر بھی اگر رشتہ نہیں ملتا ہوتو اس کے پاس اپنی ماں کو بھیجو، بیوی کو بھیجو، بہن کو بھیجو کہ اس بیوہ سے پوچھ لو کہ کوئی چیز منگوانی ہو تو لے آؤں، خود براہِ راست اس سے راہ ورسم اور بات چیت مت کرو ورنہ فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

دین کی بات پوچھنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے

یہ بات واضح کردی، اگر وہ مجھ سے خود پوچھ لیتے تو مجھے بالکل ناگواری نہ ہوتی، اس میں شرم کی کیا بات ہے، جو بات سمجھ میں نہ آئے آپ مجھ سے تنہائی میں وقت لے کر پوچھ لیں کہ اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ کس حدیث میں ہے؟ میں آپ کو کوئی کھا تھوڑی جاؤں گا، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آنے سے اس لیے ڈرتا ہوں کہ میں بہت معمولی آدمی ہوں۔آپ معمولی

کیوں ہیں؟ ہر مومن ہمارے لیے محترم ہے، ہمارے دل میں ہر مومن کی عزت ہے۔لہٰذا آپ ہر بات پوچھیئے۔تو اس بات کی وضاحت کردی۔

اب وہ بات پھر عرض کررہا ہوں کہ مثنوی میں شاہ محمود کے ایک واقعہ سے سبق حاصل کیجئے، ہم بھی سبق حاصل کریں اور آپ بھی سبق حاصل کریں کہ شاہ محمود نے پہلے اپنے پینسٹھ وزیروں کو حکم دیا کہ موتی توڑ دیں، سب نے انکار کردیا کہ ایسا نایاب اور بے مثل موتی ہم نہیں توڑ سکتے، بادشاہ ہمارا امتحان لے رہا ہے، بعد میں ہم ہی کو ڈانٹ لگے گی۔شاہ نے بھی کہا کہ تم بڑے وفادار لوگ ہو، اور سب کو ایک ایک جوڑا انعام بھی دیا لیکن اصل میں سب فیل ہورہے تھے، آخر میں اصلی باوفا عاشق آیا جس کا نام ایاز تھا، بادشاہ نے ایاز سے کہا کہ اے ایاز! اس موتی کو توڑ دو، ایاز نے کہا کہ بہت اچھا حضور! اور ایک پتھر اٹھایا اور اس موتی کو چکنا چور کردیا، پینسٹھ وزیروں نے چلا کر کہا ؎

ایں چہ بے باکی ست واللہ کافر است

یہ ایاز تو بہت بے باک ہے، واللہ یہ تو کافر یعنی ناشکرا ہے۔شاہ محمود نے کہا کہ اے ایاز! بتاؤ، تم نے میرا موتی کیوں توڑا جس کا مثل خزانے میں نہیں تھا، کیا یہ پینسٹھ وزیر بے وقوف تھے، انہوں نے نہیں توڑا تو تم نے کیوں توڑ دیا؟ اب تم ان وزیروں کو اس کا جواب دو کیونکہ تم اس وقت ان وزیروں کی نظر میں بے وفا ہورہے ہو لیکن میری نظر میں تم باوفا ہو لیکن میں اپنی زبان سے تمہاری قیمت نہیں بتانا چاہتا، تم خود بتاؤ کہ تم نے یہ موتی کیوں توڑا؟ ایاز نے کہا ؎

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امرِ شہ بہتر بقیمت یا گہر

ایاز نے کہا اے معزز وزیرو! شاہ کے حکم کے باوجود شاہ کا بے مثل موتی نہ توڑنے والو! اور انعام یافتہ لوگو! تم نے جو موتی نہیں توڑا تو تم نافرمان ہو، تم نے شاہ کے حکم کی قیمت نہیں سمجھی، اس نے وزیروں سے ایک سوال کیا کہ بتاؤ شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے؟

کسی نامحرم سے بے تکلف ہونا جائز نہیں

اب سوچ لو کہ چچازاد بہنیں زیادہ قیمتی ہیں یا اللہ تعالیٰ کا حکم زیادہ قیمتی ہے:

﴿یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

کا حکم زیادہ قیمتی ہے کہ اپنی نگاہوں کو بچا کے رکھو یا یہ حسین شکلیں زیادہ قیمتی ہیں؟ نگاہوں کو بچانے میں بے تکلفی سے بات چیت بھی شامل ہے، یہ تھوڑی کہ نظر نیچی کیے رہو اور باتیں کرتے رہو۔ دیکھو! نبی کی بیویاں جہاں قرآن اتر رہا ہے، جہاں جبرئیل علیہ السلام آرہے ہیں، ان کو حکم ہورہا ہے کہ اے نبی کی بیبیو! جب صحابہ سے بات کرو تو پردے سے بات کرو:

﴿فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت:۵۳)

صحابہ کو حکم ہورہا ہے کہ نبی کی بیویوں سے براہِ راست بات چیت مت کرو، اگرچہ یہ تمہاری مائیں ہیں لیکن اگر تم کو ضرورت کی کوئی چیز سودا سلف وغیرہ لانا ہے تو تم پردے کے باہر سے سوال کرو اور نبی کی بیویوں کو حکم دیا گیا کہ

﴿فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ قَلۡبِهٖ مَرَضٌ﴾

(سورۃ الاحزاب، آیت:۳۲)

اپنی آواز میں نرمی نہ آنے دینا، عورتوں کی آواز میں جو قدرتی نزاکت ہے وہ نرمی نہ آنے دینا، آواز کو بہ تکلف بھاری کر کے بات کرنا فَيَطۡمَعَ الَّذِىۡ فِىۡ

قَلْبِهٖ مَرَضٌ اگرتم نزاکت والی آواز سے بات کروگی تو جن کے دل میں مرض ہے ان میں گناہ کا لالچ پیدا ہوجائے گا۔

آج ہمارا منہ ہے اس قابل جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا دل پاک نظر صاف اور بعض کہتے ہیں کہ ہماری نظر پاک دل صاف۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

((یَا عَلِیُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَیْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَۃُ))

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، ص ۲۶۹)

اے علی! اپنی نظر کے پیچھے دوسری نظر مت اٹھاؤ، پہلی اچانک نظر معاف ہے لیکن دوسری نظر معاف نہیں ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو یہ حکم ہوا تو کیا ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ پاک دل رکھتے ہیں، جن کا ایمان ایسا تھا کہ خود فرماتے ہیں کہ جب میں قیامت کے دن جنت اور دوزخ کو دیکھوں گا تو میرے ایمان میں کچھ اضافہ نہیں ہوگا، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت بابرکت کے صدقہ میں اتنا ایمان مجھے دنیا ہی میں حاصل ہے۔ تو جس کا ایمان دنیا میں ایسا ہو کہ آخرت دیکھنے کے بعد بھی ایمان میں اضافہ نہ ہو ان لوگوں کے لئے تو حکم ہو رہا ہے کہ اے علی! اگر عورتوں پر اچانک نظر پڑ جائے تو وہ معاف ہے لیکن انہیں دوبارہ دیکھنا جائز نہیں ہے۔

عورتوں پر بھی نامحرم سے نگاہ کی حفاظت کرنا واجب ہے

ایسے ہی عورتوں کے لئے بھی حکم ہے، عورتیں سمجھتی ہیں کہ ہماری معافی ہے، تو عورتوں کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں:

﴿یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾

(سورۃ النور، آیت: ۳۱)

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نابینا صحابی تھے، ایک مرتبہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیویوں حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حکم دیا کہ پردے میں ہو جاؤ:

((اِحْتَجِبَا مِنْهُ۔۔۔ أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟ أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ))

(رواہ ابوداؤد والترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب النظر الی المخطوبۃ، ص ۲۶۹)

انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو نابینا صحابی ہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ نابینا ہیں تم تو نابینا نہیں ہو، کیا تم نہیں دیکھتی ہو؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے پردے کا حال بتادیا۔ آج ہمارے یہاں یہ ہوتا ہے کہ صاحب ٹیلی ویژن پر تو تصویر نہیں آتی ہے، وہ تو عکس ہے۔ ارے دوستو! اگر کوئی دریا میں وضو کر رہا ہے، وہاں کوئی عورت پانی بھرنے آگئی اور اس کی شکل پانی میں آرہی ہے تو اس پانی کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے۔ لہٰذا یہ بہانے بازیاں کہ ٹیلی ویژن میں تصویر نہیں ہے عکس ہے تو نامحرم کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ اگر کوئی ولی اللہ بھی تالاب میں وضو کر رہا ہے، اور کون سا ولی اللہ؟ مثلاً حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وضو کر رہے ہیں اور پانی بھرنے رابعہ بصریہ گئیں تو پانی میں ان کا عکس دیکھنا خواجہ حسن بصری کے لئے بھی جائز نہیں، کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

کس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے؟

یہ ایمان معمولی چیز نہیں ہے، ایسے لوگوں کا تعلق مع اللہ نہایت کمزور ہے جو اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے، جو غیر اللہ سے دل کو لگائے ہوئے ہیں جنہوں نے لا الٰہ سے باطل خداؤں کو اپنے دل سے نہیں نکالا، آج ان کا الا اللہ نہایت کمزور ہے، الا اللہ اتنا ہی مضبوط ہوتا ہے جتنا لا الٰہ مضبوط ہوتا ہے، جتنا دل غیر اللہ سے پاک ہوگا اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے جڑتا چلا جاتا ہے، آپ غیر اللہ سے بھاگتے رہیے اور اللہ سے جڑتے رہیے، یہ ہے فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ کہ اللہ کی

طرف بھاگو یعنی غیر اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو، جن کو سمجھتے ہو کہ یہ ہمارے دل کو آرام دیں گے واللہ! یہ تمہارے دل کو بے آرام کردیں گے، دل کو آرام سے رکھنا اللہ کے اختیار میں ہے، اللہ اپنے بندوں کے دل کو آرام پہنچانا اور چین سے رکھنا جانتا ہے، سوائے اللہ کے دنیا بھر کی عورتیں، دنیا بھر کے دل بہلانے کے جتنے بھی سامان ہیں، یہ ہمارے دل کو آرام سے رکھنا نہیں جانتے۔

دل کا چین واطمینان تلاش کرنے والوں کے لئے خوش خبری

میں نے کعبۃ اللہ کے اندر دیکھا کہ ایک بچہ اپنی ماں سے الگ ہوگیا، ساری دنیا کی ماؤں نے اس کو پیار کیا، ساری دنیا کی ماؤں نے اس کو آغوش میں لیا، دنیا کی حسین ماؤں نے اس کو گود میں لیا، لیکن وہ بچہ چلاتا رہا، بے چین رہا، شور مچاتا رہا، جب تک اس کی اصلی ماں نہیں آگئی جو افریقہ کی کالی عورت تھی اس بچہ کو چین نہیں ملا، ماں کی آغوش میں آتے ہی اس کو چین مل گیا اور وہ سو گیا۔ دوستو! جب تک اصلی پالنے والا اللہ تمہیں اپنی رحمت کی آغوش میں نہیں لے گا اس وقت تک تم دنیا بھر میں کہیں چین نہیں پا سکتے ہو، ہمارا اللہ ہی ہمارے دل کو چین سے رکھنا جانتا ہے، یہ قرآن کی آیت کا ترجمہ کررہا ہوں، خالی تصوف کی بات آپ کے اوپر مسلط نہیں کررہا ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

(سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

اے دنیا والو! اللہ ہی کی یاد سے اور انہیں کو خوش کرنے سے تمہارا دل خوش رہے گا اور تمہارے دل کو چین نصیب ہوگا۔ یہ قرآنِ مجید کی آیت ہے۔ اس سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہوگی۔

اسلام کسی کا محتاج نہیں ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کوکون سا حق دیا گیا ہے؟ دوعورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، یہ کیا انسانی حقوق دیئے گئے ہیں؟ ارے ظالم! تو انسانی حقوق کیا جانتا ہے، کھڑے ہوکر موتنے والا خبیث نالائق قرآن کی مخالفت کرتا ہے، اللہ سے بڑھ کر انسانوں کوحق دینے والا کون ہوسکتا ہے، جوشخص ابا سے بڑھ کر بچوں پر شفقت ظاہر کرے وہ شخص نالائق ہے، دھوکے باز ہے، چارسوبیس ہے، باپ سے بڑھ کر محبت اور شفقت کوئی نہیں کرسکتا، وہ کتنا ہی بیٹا بیٹا کرے لیکن جو اصلی ابا ہے وہی اصل شفقت کرسکتا ہے۔ تو اللہ ارحم الراحمین ہے، اس نے یہ حق دیا ہے کہ دوعورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ حکم قرآن کے اندر مذکور ہے۔ کہتے ہیں کہ آج غیر مسلموں کو ہم کیسے اسلام دے سکتے ہیں، ارے پہلے اپنا اسلام تو بچاؤ، غیر مسلموں کو اسلام دینے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ اپنا اسلام قربان کر کے جہنم میں جاؤ، خود جہنم میں جا کر دوسروں کو جنت دلواؤ۔ اگر اسلام کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تو اس سے کہہ دو کہ اللہ اور رسول تمہارے محتاج نہیں ہیں، اگر تم کو ایمان لانا ہے تو قرآن پر ایمان لاؤ، دوعورتوں کی شہادت کو ایک مرد کے برابر سمجھو جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا ہے۔ اگر اس کی حکمت سمجھ میں نہیں آتی تو علماء کی خدمت میں نیازمندانہ جاؤ، مقابلہ کے لئے نہ جاؤ۔ وہ آپ کو اس کی حکمت بھی بتادیں گے لیکن اگر کوئی اعتراض کرے، جیسا ایک صاحب نے مجھ سے اعتراض کے طور پر کہا تو اس کا وہی جواب تھا جو ابھی مذکور ہوا۔

بامدعی مگوید اَسرارِعشق و مستی
بگذار تا بمیرد در رنجِ خود پرستی

جوشخص مدعی بن کر اپنی بات منوانے کو آئے اور حق قبول کرنے کی نیت نہ ہوتو اس کو اللہ کی محبت کے راز، شریعت کے اسرارِ عشق ومستی نہ بتاؤ، اس کو اس کے

حال پر چھوڑ دو تا کہ اپنی خود پرستی اور غلط فہمی میں ہلاک ہو جائے۔

ایک آدمی نے حکیم الامت سے کہا کہ حضرت! میرا دل چاہتا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں، حضرت نے اسے ایک دن سمجھایا پھر دوسرے دن آیا اور کہا کہ وسوسہ نہیں گیا، جی چاہتا ہے کہ عیسائی ہو جاؤں، حضرت نے پھر سمجھایا، تیسرے دن پھر آیا اور پھر یہی کہا کہ جی چاہتا ہے عیسائی ہو جاؤں۔ حضرت نے اس کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ خانقاہ تھانہ بھون میں اس کی آواز گونج گئی۔ اور فرمایا کہ کمبخت جا عیسائی ہو جا اللہ اور رسول تیرے محتاج نہیں ہیں، تو اسلام کا محتاج ہے، اسلام تیرا محتاج نہیں ہے، ساری دنیا کافر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو ایک ذرّہ نقصان نہیں پہنچ سکتا اور اگر ساری دنیا ولی اللہ ہو جائے تو اللہ کی عظمت میں ایک ذرہ اضافہ نہیں ہوسکتا، اللہ ہمارے اسلام سے اور کفر سے بے نیاز ہے، یہ ہم اسلام لا کر اپنا فائدہ کر رہے ہیں۔ اس کے ایک مہینہ کے بعد وہ آیا اور اس نے کہا کہ حضرت! آپ کے اس طمانچہ نے کام بنا دیا، سارے وساوس بالکل ختم ہو گئے، جن صاحب کا قصہ بیان کر رہا ہوں میں نے اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھا ہے، میں نے ان کی زیارت اعظم گڑھ سرائے میر میں اپنے شیخ کے مدرسہ میں کی، وہ مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں آئے تھے، معذور تھے، ایک آدمی کے کندھے پر بیٹھ کر سینکڑوں میل دور سے آئے تھے، اس زمانے میں ہم لوگ پڑھ رہے تھے، انہوں نے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اسی انداز سے اپنا تعارف کرایا کہ میں آپ کا پیر بھائی ہوں جس کے متعلق آپ نے حضرت کے ملفوظات میں پڑھا ہے کہ جس کو عیسائی ہونے کا وسوسہ آیا تھا اور حکیم الامت نے اس کو طمانچہ مارا تھا اور اس طمانچہ سے اس کا وسوسہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا تھا، میں وہی شخص ہوں۔

ان اللہ والوں کے طمانچوں سے بھی ایمان عطا ہوتا ہے، یہ ان کی

برکت اور کرامت ہے۔ حضرت تھانوی نے خود فرمایا کہ میرے دل میں یہی آیا کہ اس کو ایک طمانچہ لگاؤ، اس کا علاج یہی ہے، لہٰذا یہ ہمیشہ کے لئے ٹھیک ہوگیا۔ لیکن طمانچہ لگوانے کی تمنا نہ کرو، یہ نہیں کہ بزرگوں سے درخواست کرو کہ ایک طمانچہ مجھ کو بھی ماردو، بہت وسوسے آرہے ہیں، تکلیف مانگنے کی اجازت نہیں ہے، آجائے تو سمجھ لو کہ اللہ کی طرف سے آگئی ورنہ اللہ سے یہی دعا کرو کہ آپ عافیت کے ساتھ ہماری اصلاح پر قادر ہیں، طمانچہ لگوا کر اور پٹوا کر اصلاح کرنا اللہ کے لئے ضروری نہیں ہے، اللہ قادر ہے کہ ہم کو آرام سے اللہ والا بنادے، تو ہم عافیت کیوں نہ مانگیں۔

گمراہ لوگوں کی ایک سیکنڈ کی صحبت سے بھی بچو

آج امریکا اور روس وغیرہ کے رسالے پڑھ کر بعض گمراہ لوگ کالج کے بھولے بھالے لڑکوں کے سامنے اسی طرح کی تقریریں کرتے ہیں کہ لڑکے بھی گمراہ ہوجائیں۔ کل ہی مجھ کو ایک پروفیسر نے بتایا کہ کراچی یونیورسٹی میں دین کے خلاف ایسی باتیں پیش کی گئی ہیں، جن کو زبان پر لانا محال ہے۔ اتنا صدمہ ہوا کہ کیا یہ لوگ اس قابل ہیں کہ ان کو مسلمان کہا جائے، میں نے ان سے کہا اگر آئندہ ایسی بات کریں تو فوراً ناک آؤٹ کردو، اور اسی وقت اٹھ کر نکل جاؤ:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

(سورۃ الانعام، آیت:٦٨)

ایسے لوگوں کے ساتھ ایک سیکنڈ بھی بیٹھنا جائز نہیں ہے، ایسی تقریر ہو تو وہاں سے فوراً اٹھ جاؤ، سب سے اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ منہ پر کہہ دو کہ تم نالائق ہو، قرآن کے مخالف ہو، اپنے کو مسلمان کہنا چھوڑ دو اور اگر اتنی ہمت نہیں ہے، نوکری کا ڈر ہے کہ نوکری چھوٹ جائے گی تو وہاں سے اُٹھ کر چلے جاؤ، اس مجلس میں

بیٹھے رہنا جائز نہیں۔ آج کل یونیورسٹیوں میں یہ گمراہ لوگ کالج کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اُکساتے ہیں کہ آپس میں خوب مل جل کر رہو، حسینوں کو دیکھنا منع نہیں ہے۔ یہ نالائق جان بوجھ کر اللہ کا حکم توڑنے میں کتنے جری ہیں۔ اگر توبہ نہ کی تو قیامت کے دن پتہ چل جائے گا۔

اس لئے میں شاہ محمود کا یہ واقعہ عرض کررہا تھا کہ شاہ محمود نے اپنے تمام وزیروں سے کہا میری مملکت کا سب سے قیمتی اور حسین موتی توڑ دو تو وزیروں نے ڈر کے مارے انکار کردیا۔ پھر شاہ نے اپنے وفادار غلام ایاز سے کہا تو اس نے پتھر اٹھا کر فوراً موتی توڑ دیا۔ شاہ نے ایاز سے کہا کہ میرے وزیروں کو بتاؤ کہ تم نے موتی کیوں توڑا؟ محمود کے وفادار غلام نے کہا کہ اے پینسٹھ وزیرو! شاہ کے موتی کی قیمت کو تو تم نے سمجھا کہ خزانے میں ایسا موتی نہیں ہے لیکن حکمِ شاہی کی قیمت کو تم نے نہ سمجھا ؎

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے؟ یہ لڑکیاں اور یہ لڑکے ان کو موتی سمجھ لو، یہ اللہ کے موتی ہیں، یہ حسن کے موتی ہیں لیکن خدا کے حکم کے سامنے ان لاشوں کی کوئی قیمت نہیں، اللہ کا حکم یہی ہے کہ ان سے نگاہیں پھیر لو چاہے یہ تم کو بداخلاق کہیں، چاہے یہ تم کو کہیں کہ جتنے ملّا ہوتے ہیں ان میں کوئی انسانیت نہیں ہوتی، مثلاً چچازاد بہن نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور اس نے مصافحہ سے ہاتھ کھینچ لیا تو ناراض ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم حسینوں سے زیادہ قیمتی ہے

حافظ عبدالرشید علی گڑھ کے پڑھے ہوئے ایم اے ہیں، پہلے ناظم آباد میں رہتے تھے، ایک کام کے سلسلہ میں جرمنی گئے، ان کی بھنویں تک

سفید تھیں مگر رہتے ذرا بانکپن سے تھے، شیروانی، علی گڑھ کی خاص ٹوپی اور پاجامہ۔ تو مجھ سے کہنے لگے کہ جب میں ریل میں سوار ہوا تو ایک عیسائی جرمن لڑکی نے مجھ سے ہاتھ ملایا، میں نے ہاتھ کھینچ لیا، اس نے کہا کہ تم مسلمان کیسے ہوتے ہو؟ کیا اسلام یہی تعلیم دیتا ہے؟ تم نے ہمارا دل توڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے حکم کا بول بالا رکھا ہے، میں اللہ کا بندہ ہوں، آپ بھی اللہ کی بندی ہیں اور خدا کا حکم یہی ہے کہ ہم تم سے ہاتھ نہ ملائیں، احتیاط کریں۔ کہنے لگی ہاتھ ملانے سے کیا ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ اگر بجلی کا تار ننگا ہو تو تم اس سے دور رہتی ہو یا نہیں؟ اس نے کہا ہم ننگے تار سے دور رہتے ہیں کیونکہ وہ کرنٹ مارتا ہے۔ کہا کہ تمہارے ہاتھوں میں جو کرنٹ کی بجلیاں ہیں میں نے اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے کہ کہیں تمہاری بجلی ہم کو کرنٹ نہ ماردے، تم کو جان پیاری ہے، ہم کو ایمان پیارا ہے۔ تو اللہ والوں کی صحبت سے ان میں یہ بات پیدا ہوگئی۔ اس لئے جب کبھی دل میں خیال آئے کہ اگر ہم اس سے بات چیت نہیں کریں گے، اس کی طرف نہیں دیکھیں گے تو یہ ہمیں بداخلاق کہے گی، اس کا دل ٹوٹ جائے گا، تو اس وقت فوراً شاہ محمود کا یہ واقعہ یاد کرلو۔

امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے یا یہ موتی زیادہ قیمتی ہے، چند دن عمل کر کے تو دیکھو، تھوڑی سی قربانی کر کے تو دیکھو، پھر دیکھو کہ کیا ملتا ہے۔ جو شخص اللہ کے لئے اپنے دل کو ویران کرتا ہے، یعنی ناجائز اور حرام آرزوؤں کا خون پیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ایمان جلے بھنے کباب کی طرح لال کر دیتا ہے، جس کی خوشبو سے کافر بھی مسلمان ہوجاتا ہے۔

ہائے جس دل نے پیا خونِ تمنا برسوں
اس کی خوشبو سے یہ کافر بھی مسلماں ہوں گے

جو اللہ کو خوش کرتا ہے، اس کے دل کو اللہ اتنا خوش کرتا ہے کہ بادشاہ اس کی خوشیوں کو سمجھ بھی نہیں سکتے کہ اللہ والوں کے دلوں میں خوشی کا کیا عالم ہے، جو خوشی پیدا کرنے والے کو خوش کرتا ہے تو کیا وہ مالک اس کو خوش نہیں کرے گا۔ دوستو! ذرا سوچو تو کہ کس کریم مالک سے پالا پڑا ہے، ہمارا اس کریم مالک سے واسطہ ہے جو ایک نیکی پر دس نیکیاں دیتا ہے، قرآن میں اعلان ہو رہا ہے کہ:

﴿مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا﴾

(سورۃ الانعام، آیت:۱۶۰)

اللہ ایک نیکی پر دس نیکیاں دیتا ہے بلکہ اور بڑھا کر سات سو سے بھی زیادہ دیتا ہے، تو اگر اللہ پر ایک خوشی قربان کرو گے تو دس خوشیوں کا تو پکا وعدہ ہے، اگر ایک خوشی کو اللہ پر فدا کر دیا تو اللہ تعالیٰ دس خوشیاں دے گا اور اللہ جو خوشی دیتا ہے تو چونکہ اللہ کی ذات غیر محدود ہے لہٰذا ان کی عطا بھی غیر محدود ہے، وہ دل میں غیر محدود خوشیاں بھر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا ایک آسان راستہ

جو شخص نامحرم عورتوں کو دیکھ کر تبسم کرتا ہے تو اس کے لبوں کی مسکراہٹ کے نیچے بے شمار غم اور زخم پوشیدہ ہوتے ہیں، لبوں پر تبسم ہے اور دل بے چین ہے کیونکہ وہ اللہ کے غضب کے سائے میں سانس لے رہا ہے، بس یہی ایک دعا کرلو کہ اللہ اپنی ناراضگی میں ہم کو ایک سانس بھی جینے نہ دے یعنی ہمیں ایسا ایمان ویقین دے دے کہ ہم آپ کو ایک سانس بھی، ایک لمحہ کے لئے بھی ناراض نہ کریں اور ہماری جو سانس آپ کی ناراضگی میں گذر گئی، نفس نے جو حرام لذت امپورٹ کر لی تو ان چوری کی ہوئی حرام خوشیوں کو جو اللہ کو ناخوش کر کے حاصل کی گئی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کر دیں، بغیر استغفار کے چارہ بھی نہیں ہے کیونکہ دو طبقے ہیں، ایک تو متقی ہیں جو کبھی گناہ نہیں کرتے، ان کو بھی

اللہ نے محبوب بنالیا کہ یہ میرے محبوب بندے ہیں لیکن جن سے کبھی کبھی گناہ ہوجاتا ہے اللہ نے توبہ کے راستے سے ان سے بھی محبوبیت کا وعدہ فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۲۲۲)

یُحِبُّ فعلِ مضارع ہے اور فعلِ مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں، زمانۂ حال اور زمانۂ استقبال یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو حال میں بھی محبوب رکھتے ہیں اور اگر وہ توبہ کرتے رہیں گے تو آئندہ بھی محبوب رکھیں گے۔ مگر توبہ ایسی نہیں ہونی چاہیے کہ زبان پر توبہ ہے اور دل میں یہی ہے کہ خانقاہ سے باہر نکل کر مزے لوٹیں گے، تو یہ توبہ خود ہماری توبہ پر ہنستی ہے، توبہ کی شرائط میں سے ہے کہ اس وقت دل میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ رکھے۔

توبہ کی قبولیت کا صحیح طریقہ

توبہ کے قبول ہونے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان چار شرائط کے ساتھ صدقِ دل سے توبہ کی جائے:

(۱)......اس گناہ سے الگ ہو جاؤ۔ یہ نہیں کہ لاحول پڑھ رہے ہیں کہ کیا بے پردگی کا زمانہ ہے، دیکھئے صاحب! لڑکیاں کیسے بے پردہ جارہی ہیں اور آنکھ اٹھا کر انہیں دیکھ بھی رہے ہیں، یہ کون سا لاحول ہے؟ یہ لاحول تو خود تمہارے اوپر لاحول پڑھ رہا ہے، پہلے نظر کو گناہ سے ہٹاؤ پھر لاحول پڑھو۔

(۲)......گناہ پر ندامت سے دل میں غم وصدمہ پیدا ہو۔

(۳)......پکا ارادہ کرلو کہ اے خدا اب کبھی ایسی غلطی نہیں کریں گے۔

(۴)......اگر کسی کا مال کھایا ہے تو اس کا مال واپس کرکے توبہ قبول ہوگی مثلاً کسی کی دس ہزار روپے کی قیمتی گھڑی چرالی اور محض زبان سے کہہ رہے ہیں کہ یا اللہ! مجھے معاف کردے، اب کبھی نہیں چراؤں گا، لیکن ایسے توبہ قبول نہیں

ہوگی پہلے گھڑی مالک کو واپس دو لیکن اگر گھڑی بیچ دی ہے یا گم ہوگئی ہے تو اس کی قیمت مالک کو اور اگر مالک کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کے ورثا کو دینی پڑے گی کیونکہ کسی کا مال چرانا جائز نہیں ہے۔ تو ان چار شرطوں کے ساتھ توبہ قبول ہوتی ہے۔

صحبت اہل اللہ نفع سے خالی نہیں ہوتی

تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس اور نیک ماحول میں بہت نفع ہوتا ہے جیسے اس وقت اللہ نے اپنی رحمت سے یہ ماحول ہم کو دیا ہے اور ہم کو اس ماحول سے نفع بھی ہوتا ہے، اگر جمعہ کا یہ اجتماع نہ ہوتو ہمارا ایمان بھی کمزور ہونے لگے گا، لہٰذا اس اجتماع میں یہ نیت کرلی جائے کہ ہم اللہ کے متقی بندے بن جائیں، کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا مقصد یہ ہے کہ اللہ ہمیں گناہ چھوڑنے کی توفیق دے دے اور تقویٰ والی زندگی نصیب فرمادے اور اگر کوئی شخص اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، نیک صحبتوں میں جاتا ہے لیکن گناہ نہیں چھوڑتا تو یہ شخص کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حق ادا نہیں کررہا ہے، لیکن نفع سے یہ بھی خالی نہیں ہے، اگر آج گناہ نہیں چھوڑے گا تو کل چھوڑ دے گا۔ ایک شخص نے تہجد پڑھی اور چوری کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اطلاع کی گئی کہ اس شخص نے تہجد بھی پڑھی ہے اور چوری بھی کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن اس کی تہجد اس کی چوری کو چھڑا دے گی۔ معلوم ہوا کہ نیکیوں میں گناہ چھڑانے کی خاصیت ہے۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص بیعت ہوا، وہ چور تھا، اس نے کہا کہ حضرت سب گناہوں سے توبہ کرتا ہوں، میں اب آپ سے بیعت ہوگیا ہوں، آپ کا مرید ہوگیا ہوں، اس کے بعد اس نے سب نمازیوں کے جوتے اِدھر اُدھر کرنا شروع کردیئے، جس نے جہاں جوتا اُتارا، اس کا جوتا وہاں

سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیا، اب نمازی لوگ پریشان ہوکر اپنا جوتا تلاش کررہے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر مل گئی کہ خانقاہ میں کوئی آدمی ایسا آگیا ہے جو جوتا اِدھر اُدھر کردیتا ہے۔ تو حضرت نے ایک چھوٹے لڑکے کو مقرر کیا کہ جب ہم جماعت سے نماز پڑھیں تو تم دیکھو کہ کون ایسا کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ جو چور مرید ہوا تھا وہی یہ سب چکر چلاتا تھا، تو اس کو بلایا کہ تم نے تو چوری سے توبہ کرلی تھی، اب یہ کام کیوں کرتے ہو، لوگ اس سے بہت پریشان ہیں۔ اس نے کہا کہ حضرت! سال ہا سال سے چوری کرنے کی عادت تھی، اب اتنی پرانی عادت جب چھوڑ دی تو کبھی کبھی دل میں شدید تقاضا ہوتا ہے کہ چوری کرلوں تو جب چوری کرنے کو بہت ہی دل چاہتا ہے تو میں ہیرا پھیری کرلیتا ہوں، اِس کا جوتا اُدھر اور اُس کا جوتا اِدھر کردیتا ہوں تو چوری کے تقاضے کو کمزور کرنے کے لئے تھوڑی سی ہیرا پھیری کرتا ہوں، جوتا چراتا نہیں ہوں وہیں رہتا ہے، بس ذرا اِدھر اُدھر رکھ دیتا ہوں، کچھ دن کے بعد میں اس ہیرا پھیری سے بھی توبہ کرلوں گا، اس کے لیے مجھے کچھ دن کی مہلت دے دیں، تو حضرت گنگوہی نے ساری خانقاہ میں اعلان کرادیا کہ اس کو ہیرا پھیری کرلینے دو ورنہ یہ پھر سے چوری کرنے لگے گا۔ تو نفس کی اصلاح ایک دن میں نہیں ہوتی، نفس آہستہ آہستہ مٹتا ہے۔

حضرت مولانا مسیح اللہ جلال آبادی دامت برکاتہم کی چار نصیحتیں

اب چار نصیحتیں سن لیجئے۔ افریقہ سے مولانا حنیف صاحب کل یہاں سے رخصت ہوئے ہیں، تین دن میرے مہمان تھے، مولانا مسیح اللہ صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم کے پاس سے ہوکر یہاں آئے تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت نے آپ کو کوئی نصیحت کی ہے؟ فرمایا کہ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم نے جو حکیم الامت کے بہت

پرانے خلیفہ ہیں ہم کو چار نصیحتیں کی ہیں۔ بس یہ نصیحتیں سنا کے آج کی مجلس ختم ہوجائے گی۔

پہلی نصیحت......تقویٰ کا اہتمام

نمبر ایک: تقویٰ سے رہو، اگر تقویٰ سے نہیں رہو گے تو چہرہ پر لقویٰ گر جائے گا، دل کا چین چھن جائے گا۔

حضرت والا کی ارشاد فرمودہ تقویٰ کی تعریف

تقویٰ کی تعریف کیا ہے؟ آپ پوچھیں گے کہ تقویٰ کیا چیز ہے؟ تو تقویٰ کی مختصر تعریف سن لیجئے کہ اپنی زندگی کی ہر سانس کو اللہ تعالیٰ کی خوشی پر فدا کرنا اور ایک سانس بھی اپنے اللہ کو ناخوش نہ کرنے کا نام تقویٰ ہے، اسی کوشش میں جیئے اور اسی کوشش میں مرے، یہ نہیں کہ تقویٰ کے خلاف کوئی گناہ سرزد ہی نہیں ہوگا، معصوم تو صرف نبی ہوتے ہیں لیکن اس بات کی فکر اور غم رکھنا چاہیے کہ دن رات ہر سانس کو اللہ کی خوشی پر فدا کردیں اور ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کریں، اس کے لئے اللہ سے روئیں اور بزرگوں سے دعا کرائیں اور کوشش کریں۔ جس دن یہ مقام حاصل ہوگیا تو سمجھ لو کہ اولیائے صدیقین کی آخری سرحد پر پہنچ گئے جس کے آگے نبوت شروع ہوتی ہے، لیکن اب نبوت نہیں مل سکتی، نبوت کا دروازہ قیامت تک کے لئے بند ہوگیا ہے لیکن اللہ کے اولیاء کا آخری درجہ جو ہے وہ اسی مقام پر ختم ہوتا ہے کہ بندہ کی کوئی سانس اللہ کی مرضی کے خلاف نہ گذرے اور وہ اپنی ہر سانس اپنے اللہ پر فدا کردے۔ بس یہی معراجِ بندگی ہے، یہی حاصلِ زندگی ہے اور یہی بندہ کی انتہائی عبدیت ہے، اللہ کے راستہ میں ولایت کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام یہی ہے لہٰذا اس کے لئے فکر کی جائے، کوشش کی جائے اور اگر کبھی نفس کے ہاتھوں چت ہوجائے اور ہمت

ہار جائے تو اللہ تعالیٰ سے رو رو کر توبہ کرے۔ بقول حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اللہ کا راستہ کس طرح طے ہوتا ہے ؎

ہم نے طے کیں اس طرح سے منزلیں
گر پڑے گر کر اُٹھے اُٹھ کر چلے

یعنی کبھی خطا ہوگئی، کوئی سانس اللہ کی ناراضگی میں گذر گئی، دو رکعت توبہ پڑھی، اللہ سے رو لیے کہ اے خدا! میرے جو مجرمانہ لمحات، میری جو مجرمانہ سانس آپ کی نافرمانی میں گذر گئی اس منحوس زندگی کو، ان منحوس لمحات کو اور ان مجرمانہ سانسوں کو اپنی رحمت سے معاف کر دیجئے۔ اے اللہ! میں توبہ کرتا ہوں اور پھر سے کمر باندھتا ہوں، پھر سے عہد کرتا ہوں کہ اب آپ کو ناراض نہیں کروں گا۔ بس اسی کا نام بندگی ہے کہ گرتے پڑتے چلتے رہیں پھر ان شاء اللہ ایک نہ ایک دن منزل آپ کے ہاتھ میں ہوگی ؎

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبا لے کبھی تو دبا لے
جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

اگر شیطان ہم سے یہ رشتہ تڑوا دیتا ہے تو آپ پھر سے جوڑ دیجئے، توبہ کے گوند سے پھر جڑ جائیے، استغفار اور توبہ میں گوند ہے، لہٰذا اپنے دل وجان کو اللہ سے پھر چپکا لو، اگر شیطان ہمیں اغواء کرلے اور خدا سے دور کر کے گناہوں کے جنگل میں لے جائے تو استغفار اور توبہ سے پھر اپنے دل وجان کو اللہ سے جوڑ دو، توبہ

زبردست گوند ہے، یہ صرف معافی نہیں دلاتی بلکہ اللہ کا محبوب بھی بنا دیتی ہے، توبہ میں اللہ نے وہ کیمیکل رکھا ہے کہ ایک نافرمان بندہ جو خدا سے دور ہوتا ہے وہ اللہ سے جڑ کر اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے، مجوب بندے کو اللہ تمام حجابات ہٹا کر اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

تقویٰ سے رہنا بہت آسان ہے

تو ایک نصیحت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم نے یہ کی کہ تقویٰ سے رہو یعنی ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرو اور اللہ کی خوشی میں ہر سانس کو فدا کرو اور اگر گڑبڑ ہو جائے تو فوراً توبہ سے تلافی کرو تو وہ بھی تقویٰ ہی میں شامل ہے، توبہ سے تلافی کرنا بھی تقویٰ میں شامل ہے، جیسے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو دوبارہ وضو کرنے سے وضو ہو جاتا ہے یا نہیں؟ یا ایک دفعہ وضو ٹوٹنے کے بعد وہ زندگی بھر بے وضو رہے گا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تقویٰ بہت آسان ہے، جیسے باوضو رہنا آسان ہے، اگر وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کر کے پھر سے باوضو ہو جاتا ہے ایسے ہی تقویٰ بھی آسان ہے، جب کبھی تقویٰ ٹوٹ جائے تو توبہ کر کے دوبارہ تقویٰ اختیار کر لو، توبہ کے پانی میں، دریائے توبہ میں دوبارہ غسل کر کے پھر اللہ سے جڑ جاؤ اور پھر گناہ کو یاد بھی نہ کرو کہ ہم سے ایسا گناہ ہوا تھا، ہم گناہوں کی یاد کے لئے پیدا نہیں ہوئے ہیں بلکہ اللہ کی یاد کے لیے پیدا ہوئے ہیں، اللہ نے قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ گناہوں کو یاد کرو بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مجھ کو یاد کرو۔

دوسری نصیحت ...... تواضع اختیار کرو

دوسری نصیحت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم

نے یہ فرمائی کہ تواضع اختیار کرو۔ تواضع کے کیا معنی ہیں کہ بندہ اپنی قیمت خود نہ لگائے بلکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندوں کی قیمت لگائے گا لہٰذا یہاں اپنے کوکسی سے بہتر مت سمجھو، اپنے کو کافروں سے بھی بدتر سمجھو، ہوسکتا ہے کہ اس کافر کا خاتمہ ایمان پر ہوجائے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ غم رہتا ہے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا، یہ غم مجھ کو ہر وقت شکستہ رکھتا ہے یعنی اگر خاتمہ اچھا ہوگیا تو ہم جانوروں سے اور کافروں سے اچھے ہوں گے اور اگر خدانخواستہ خاتمہ خراب ہوگیا تو جانور سور، کتے ہم سے اچھے ہیں کیونکہ ان کا حساب نہیں ہے، ہمیں تو حساب دینا ہے۔

تیسری نصیحت......قلتِ اختلاط (بے ضرورت مخلوق سے ملنے میں کمی)

تیسری نصیحت فرمائی قلتِ اختلاط یعنی مخلوق سے کم ملو، بے ضرورت نہ ملو، گپ شپ لڑانے مت جاؤ، زیادہ ملنے سے دل پر میل آجاتا ہے، اگر کوئی غیبت کرے گا تو آپ بچ نہیں سکیں گے لہٰذا ایسوں کی صحبت میں نہ جاؤ جن سے خطرہ ہو کہ ہمارا دل گناہوں سے آلودہ ہوجائے گا جیسے خراب سڑک پر گاڑی چلانے سے گاڑی کے پُرزے گردآلود ہوجاتے ہیں لہٰذا خراب سڑک پر گاڑی مت چلاؤ، اسی طرح خراب جگہ پر مت جاؤ۔ وہاں دل کے پُرزے خراب ہوجائیں گے، دل اللہ سے غافل ہوجائے گا۔ ہاں اگر نیک صحبت ہے تو وہاں جاؤ، جہاں خراب لوگوں سے قلتِ اختلاط کا حکم ہے وہاں نیک لوگوں سے کثرتِ اختلاط بھی مطلوب ہے۔ ان کے پاس جانا اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا، یہ تو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فرضِ عین ہے، اسی طرح نیک دوستوں میں خوش طبعی اور ہنسنا بولنا بھی مطلوب ہے مگر ادب اور حدودِ شریعت کے اندر۔ جماعت کا وقت ہوجائے تو مسجد جایئے، وہاں اللہ کے

نیک بندوں سے ملاقات ہوگی۔لیکن دنیا داروں سے اپنے دل کو زیادہ اختلاط سے بچاؤ۔

چوتھی نصیحت......نظر کی حفاظت

چوتھی نصیحت ہے کہ بدنظری سے اپنی نظر کو بچاؤ کیونکہ بدنظری سے دل خراب ہوتا ہے، دل کو خراب کرنے والی چیز بدنظری ہے، یہ دل کو ویران کردیتی ہے اور جس کا دل ویران ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ کیسے آئے گا؟ دل اللہ کا گھر ہے، اسے صاف ستھرا رکھو، اور دل صاف رہتا ہے نظر کی حفاظت اور نظر کی صفائی سے۔لیکن صفائی کے لفظ کو میں واپس لیتا ہوں کیونکہ بعض لوگ صفائی کا کچھ اور مطلب لیتے ہیں، ابھی میر پور خاص کے ایک تاجر نے بتایا کہ آج کل عجیب رواج چلا ہے، ایک شخص آنکھوں سے آنکھیں ملائے ہوئے مجھ سے بات کررہا تھا اور میرے گلّے سے ساڑھے تین سو روپے نکال لیے، مجھے کچھ خبر بھی نہ ہوئی، تو آج کل صفائی سے یہ مراد بھی لیتے ہیں۔اس لئے میں نے نظر کی صفائی کا لفظ واپس لے لیا۔تو یہ چار نصیحتیں ترتیب وار پھر سے سن لیجئے۔ نمبر ایک، تقویٰ سے رہو اور اگر تقویٰ میں کبھی گڑبڑ ہوجائے تو توبہ کرکے دوبارہ متقی ہوجاؤ جیسے وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرلو باوضو ہوجاؤ، اگر تقویٰ ٹوٹ گیا تو توبہ کرکے دوبارہ تقویٰ کو جوڑلو۔نمبر دو تواضع ہے کہ اپنی قیمت خود نہ لگاؤ، تمہاری قیمت قیامت کے دن اللہ لگائے گا۔

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اپنی قیمت اللہ سے لگوانا، خود نہ لگاؤ کہ میں نے اتنے نفل پڑھے ہیں، اتنی خیرات دی ہے، اپنی قیمت خود نہ لگاؤ، لوگوں کی واہ واہ سے کام نہیں چلے گا، اپنی

آہ سے کام چلے گا، واہ سے واہی ہو جاؤ گے اور آہ سے اللہ والے ہو جاؤ گے۔ نمبر تین یہ ہے کہ قلتِ اختلاط یعنی لوگوں سے بے ضرورت مت ملو۔ نمبر چار یہ ہے کہ نظر کی حفاظت کیجیے۔

اب دعا کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ جو مریض بھی ہو اسے اچھا کر دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ جو لوگ بھی بیمار ہیں، ہر گھر میں کوئی نہ کوئی بیمار ہے، اے اللہ! اپنی رحمت سے اپنے ذکر اور اپنے مقبول بندوں کے ذکر اور قرآن پاک کے صدقہ میں ان سب لوگوں کو صحت عطا فرما اور اس مجلس کو قبول فرما اور جتنے لوگ آئے ہوئے ہیں اور وہ خواتین جو بیان سن رہی ہیں اور جتنے مسلمان بھائی یہاں جمع ہیں اللہ ہم سب کو اپنا مقبول اور محبوب بنالے اور اپنے جذب سے ہمارے نفس اور شیطان سے ہم کو چھڑا کر اللہ والی حیات نصیب فرما دے۔ جس بات سے آپ خوش ہوتے ہیں اس سے ہمارے دل کو خوش کر دیجئے اور جس بات سے آپ ناخوش ہوتے ہیں ہمارے دل کو اس سے متنفر فرما دیجئے، اس بات سے ہمیں کراہت نصیب فرما دیجئے۔ یا اللہ! اپنے جذب سے ہم سب کو اپنا مقبول محبوب بنا لیجئے۔

یا اللہ! ہم میں جن کو جو روحانی یا جسمانی بیماری ہے، ہمارے گھر والوں میں بھی جو بیمار ہیں سب کو شفا عطا فرما۔ جو خواتین بیمار ہیں یا ان کے رشتہ دار بیمار ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ سب کو شفا دے دے۔ ہم میں سے ہر ایک کی جسمانی بیماریوں کو بھی اور روحانی بیماریوں کو بھی یعنی گناہوں کی عادتوں سے بھی ہم سب کو اللہ شفا دے دے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی، اپنے دوستوں کی حیات نصیب فرما دے، گو ہم اس قابل نہیں ہیں کہ ہم آپ کے دوستوں کی زندگی مانگیں، ہمارا منہ اس قابل نہیں ہے لیکن چونکہ آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف محدثین نے یہ کی ہے کہ کریم اس ذات کو کہتے ہیں جو نالائقوں

پر فضل اور مہربانی کر دے، اس لئے اے خدا! ہم اپنی نالائقی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ سے آپ کے فضل کی درخواست کرتے ہیں کہ اپنے کریم ہونے کے صدقہ میں ہماری طرف اپنا ہاتھ بڑھایئے اور ہم سب کو اپنا بنا لیجئے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہم نے جن بزرگوں کو دیکھا ہے ان بزرگوں کے طریقہ پر ہم کو ڈال دیجئے اور ہماری خانقاہ، مدرسہ اور مسجد کو قبول فرما لیجئے۔ جو لوگ یہاں آتے ہیں کوئی محروم نہ جائے، خواتین ہوں، مرد ہوں یا بچے ہوں، اللہ! سب کو صاحبِ نسبت کر دے، اپنے تعلقِ خاص سے نوازش فرما دے اور ہمارے جتنے بھی نیک ارادے ہیں اللہ! ہم سب کو ان میں کامیاب فرما دے اور حضور ﷺ کی محبت اور اتباعِ سنت کی توفیق نصیب فرما دے، ہماری ہر سانس آپ پر فدا ہو اور کیسے فدا ہو؟ حضور ﷺ کی سنت پر چلنا یہی اللہ پر فدا ہونے کا طریقہ ہے۔ اللہ ہم سب کو نبی پاک ﷺ کے نقشِ قدم پر اور آپ ﷺ کے طریقوں پر چلنا نصیب فرمائے اور اپنی نافرمانی سے ہم سب کو حفاظت نصیب فرمائے۔

ایک خاص دعا اور کر لو کہ ہمارے شہر کراچی اور حیدر آباد کو کسی کی نظر لگ گئی ہے، یہ ایسے پیارے شہر تھے، برکت والی بستیاں تھیں جہاں بے روزگار روزی پا جاتے تھے اور ہر طرف راحت اور سکون تھا، آج ان میں کوئی خیریت سے نہیں ہے کہیں کوئی قتل ہو گیا اور کہیں کسی کے یہاں ڈاکہ پڑ گیا۔ اللہ! اس شہر کو اور حیدر آباد کو اور پورے پاکستان کو امن و عافیت کا ملک بنا دے، مسلمانوں کو توبہ اور اپنا خوف نصیب کر دے کہ مسلمان مسلمان کو کس بے دردی سے مارتا ہے، اللہ قیامت کے دن کی پیشی کا خوف سب کو نصیب کر دے، کلمہ کی بنیاد پر ہمارے دلوں کو آپس میں جوڑ دے، ہم سب کو آپس میں محبت کرنا نصیب کر دے اور پاکستان کو مضبوط فرما دے، جو دشمن ملک ہمارے ملک کو بُری نظر

سے دیکھ رہے ہیں ان سے بھی خاص طور سے حفاظت نصیب فرمادے اور ایسے دشمن ملکوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو کمزور کر دے اور ہمارے پاکستان کو اور جملہ عالم کے مسلمانوں کو ہر طرح سے حفاظت اور عافیت اور امن وتقویٰ اور دونوں جہان کی صلاح اور فلاح سے مالا مال کر دے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ، یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ